ماہِ شعبان - آتش بازی اور چراغاں

تحریر: جناب اسعد اعظمی/مئو ناتھ بھنجن

ہمارے مسلم معاشروں میں مختلف مواقع و مناسبات سے بہت سارے ایسے عقائد و اعمال کا ظہور ہوتا ہے جن کو' اسلامی'' کہا اور سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ بالاتفاق ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ ان میں سے اکثر اسلامی تعلیمات کے سراسر مخالف ہوتے ہیں، لیکن ناسمجھی، جہالت اور غلط رہنمائی کی وجہ سے لوگ انہیں جزو دین سمجھ کر ان سے لپٹے ہوتے ہیں۔ پندرہویں شعبان کی رات جسے عرف عام میں ''شب برأت'' کے نام سے جانا جاتا ہے، اسے بھی بے شمار لغویات، اوہام واباطیل اور بدعات وخرافات سے جوڑ دیا گیا ہے جنہیں عین اسلام تصور کر کے ثواب کی نیت سے انجام دیا جاتا ہے، اور نہ صرف بہت سارے مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی ان چیزوں کو اسلامی اعمال کے طور پر جانتے اور مانتے ہیں۔

پندرہویں شعبان کی مناسبت سے بہت سارے مسلمان جن عقائد واعمال سے بڑی عقیدت و احترام سے اپنے آپ کو جوڑے ہوئے ہیں شاید ان کے بارے میں ان کا تصور یہی ہوگا کہ فی الواقع ان عقائد و اعمال کا اسلام سے گہرا تعلق ہے اور جو لوگ مخالفت کرتے ہیں وہ ''وہابیت'' یا ''غیر مقلدیت'' کے فروغ کیلئے یا ذاتی اغراض و مقاصد کی تکمیل کیلئے ایسا کرتے ہیں، لہذا ان کی باتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں، عوام تو عوام بہت سارے خواص اور اہلِ علم وفضل بھی بسا اوقات اس طرح کے خیالات کا شکار ہو جایا کرتے ہیں اور اسی نقطۂ نظر سے اس طرح کی رسوم و اعمال پر نکیر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اور اپنی خاموشی سے ان کی دانستہ یا نادانستہ طور سے تائید کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان رسوم وعقائد میں اکثر ایسے ہیں جن کی تردید و تشنیع میں تمام مذاہب کے علماء کا اتفاق ہے۔

شب برأت کے تعلق سے رواج پانے والے عقائد و اعمال کی فہرست تو بڑی طویل ہے جن میں سے ہر ایک کا جائزہ لینا طوالت کا باعث ہوگا، سطور ذیل میں صرف چراغاں اور آتش بازی کے تعلق سے علماء مذاہب کی کچھ تحریریں پیش کی جارہی ہیں۔

چراغاں اور آتش بازی کو شب برأت کے مزعومہ تہوار پر خوشی کا اظہار کرنے کیلئے بڑی اہمیت حاصل ہے شب برأت کی آمد سے ہفتوں پہلے ہی سے مسلم محلوں میں پٹاخوں کے دل دہلا دینے والے دھماکوں کی گونج سنائی دینے لگتی ہے، ہر گلی میں اور ہر بچے کے ہاتھ میں پٹاخے اور آتش بازی کے سروسامان کی موجودگی شب برأت کی آمد کا ایک طرح سے اعلان ہوا کرتی ہے، دوکانوں اور فٹ پاتھوں پر آتش بازی کے نوع بنوع سامان بڑے اہتمام سے سجادیئے جاتے ہیں اور امتِ محمدیہؐ کے افراد ان پر بے دریغ رقم صرف کرتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سراسر ہندوانہ رسم ہے، دیوالی کے موقع پر ہندوؤں کے یہاں جس طرح آتش بازی اور پٹاخے بازی کا دور دورہ ہوتا ہے ٹھیک ویسے ہی نادان مسلمان شب برأت کے موقع پر کرتے ہیں۔ اور اپنی جان و مال دونوں کو داؤ پر لگا دیتے ہیں ایک طرف تو یہ دعویٰ کہ یہ رات انتہائی متبرک رات ہے جسے خشوع وخضوع، انابت الی اللہ اور عبادت وریاضت میں بسر کرنا چاہئے، دوسری طرف اس قدر بے حیائی، غل غپاڑے اور دہشت انگیزی؟

مولانا اشرف علی تھانویؒ آتش بازی کی قباحت ومضرت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''منجملہ ان رسوم کے آتش بازی ہے۔اس میں بھی متعدد خرابیاں جمع ہیں:

۱۔ مال کا ضائع کرنا جس کا حرام ہونا قرآن مجید میں منصوص ہے۔

۲۔ اپنی جان کو یا اپنے بچوں کو یا پاس پڑوس والوں کو خطرہ میں ڈالنا۔ صدہا واقعات ایسے ہو چکے ہیں جس میں آتش بازوں کا ہاتھ اڑ گیا، منہ جل گیا، یا کسی کے چھپر میں آگ لگ گئی، جس کی حرمت قرآن مجید میں منصوص ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے: مت ڈالو اپنی جانوں کو ہلاکت میں۔ اسی واسطے حدیث شریف میں بلا ضرورت آگ کے تلبس وقرب سے ممانعت آئی ہے، چنانچہ رحمت عالمﷺ نے کھلی آگ اور جلتے چراغ چھوڑ کر سونے کو منع فرمایا ہے۔

۳۔ بعض آلات آتش بازی میں کاغذ بھی صرف ہوتا ہے جو آلاتِ علم سے ہے اور آلاتِ علم کی بے ادبی خود اَمرِ قبیح ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ پھر غضب یہ ہے کہ لکھے ہوئے کاغذ بھی استعمال ہوتے ہیں خواہ اس پر کچھ ہی لکھا ہو قرآن یا حدیث۔ چنانچہ مجھ سے ایک معتبر شخص نے بیان کیا کہ میں نے کاغذ کے بنے ہوئے کھیل دیکھے۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے ورق ہیں۔

۴۔ بچوں کو ابتداء سے تعلیم معصیت کی ہوتی ہے جن کے واسطے شرعی حکم ہے کہ ان کو علم وعمل سکھاؤ،

گویا نعوذ باللہ حکم شرعی کا پورا مقابلہ ہے۔ بالخصوص شب برأت میں یہ خرافات کرنا جو کہ نہایت متبرک شب ہے۔ یہ بات مقرر ہے کہ اوقاتِ متبرکہ میں جس طرح اطاعت کرنے سے اجر بڑھتا ہے اسی طرح سے معصیت کرنے سے گناہ بھی زائد ہوتا ہے۔

۵۔ بعض آلات آتشبازی اوپر کو چھوڑے جاتے ہیں جیسے نیل اور اڑن انار و ختنگا وغیرہ، اول تو بعضوں کے سر پر آکر گرتے ہیں اور لوگوں کو چوٹ لگتی ہے، علاوہ اس کے اس میں یاجوج و ماجوج کی مشابہت ہے۔ جس طرح وہ آسمان کی طرف تیر چلائیں گے اور کفار کی مشابہت حرام ہے۔ (اصلاح الرسول ص:۱۹۔۲۰)

شب برأت کے موقع پر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ ناسمجھ لوگ، دوکانوں، مکانوں، محلوں، مسجدوں اور قبرستانوں میں خوب روشنی کرتے ہیں، آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والے رنگ برنگ کے برقی قمقموں اور قندیلوں پر بے تحاشہ پیسہ صرف کیا جاتا ہے، بعینہ یہی کام دیوالی کے موقع پر ہندوؤں کے یہاں ہوتا ہے، امامانِ دین نے اس عمل کو غیر شرعی اور بدعی بتایا ہے اور اس سے سختی سے روکا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''فرع: شرح المہذب میں ہے: منکر بدعات میں سے یہ ہے کہ بہت سے ملکوں میں سال کی معروف راتوں میں مثلاً شب برأت نصف شعبان کو بڑی بڑی قندیلیں جلاتے ہیں جن کی وجہ سے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً:

☆ اہتمام کے ساتھ کثرت سے آگ جلا کر مجوسیوں کی طرح بیٹھنے کے مشابہ ہے۔

☆ غلط جگہ مال ضائع کرنا ہے۔

☆ اسکے نتیجہ میں بہت سی مساجد میں بچوں اور نکموں کی بھیڑ لگتی ہے، کھیل کود اور شور وشغب ہوتا ہے۔ ایسے لوگ مسجد کے قریب آتے ہیں، مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے، گندگی پیدا ہوتی ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں جن میں سے ہر ایک ایسی ہے کہ مسجد کو اس سے محفوظ رکھنا واجب ہے''۔

بحوالہ: ماہنامہ دار العلوم دیوبند شمارہ نومبر ۲۰۰۰ء، ص: ۳۰۔۳۱)

شارح مشکوۃ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اس رات چراغاں اور زیادہ روشنی کرنا قوم برامکہ کی ایجاد ہے۔ یہ لوگ اصل میں آتش پرست تھے جب اسلام لائے تو انہوں نے یہ رسمِ بد اسلام میں داخل کر دی، تاکہ مسلمانوں کے ساتھ نماز میں آگ کو سجدہ

کریں، شریعت میں اس رات چراغاں کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔'' (مرقاۃ شرح مشکوۃ: ۳/ ۱۹۸)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی صراحت بھی ملاحظہ فرمائیں:

''اور بدعت شنیعہ میں سے وہ رسم ہے جس کا اکثر بلاد ہند میں لوگوں نے رواج دے رکھا ہے یعنی چراغ جلانا اور اس کو مکانوں اور دیواروں پر رکھنا اور اس پر فخر کرنا اور آتش بازی کے ساتھ لہو ولعب کیلئے جمع ہونا، کیونکہ یہ وہ امر ہے جس کی معتبر کتابوں میں کوئی اصل نہیں بلکہ غیر معتبر کتابوں میں بھی نہیں، اور کوئی ضعیف اور موضوع روایت تک بھی اس کے بارے میں وارد نہیں ہوئی اور نہ اس کا بلاد ہند کے سوا کسی ملک میں رواج، نہ حرمین شریفین میں (زادھما اللہ تعالیٰ تعظیماً و تشریفاً) اور نہ ان کے سوا عرب کے دیگر حصص میں، اور نہ بلادِ عجم میں سوائے ہندوستان کے، بلکہ ممکن ہے اور یہی ظن غالب ہے کہ ہندوؤں کی رسم دیوالی سے اس رسم کو لیا گیا ہے، کیونکہ ہندوستان میں عموماً رسوم بدعیہ زمانہ کفر ہی کی باقی ہیں اور مسلمانوں میں (کفار کے ساتھ) میل جول کرنے اور کفار (کی نسل) میں سے باندیاں اور بیویاں رکھنے کے سبب پھیل گئی ہیں۔'' (ما ثبت بالسنۃ، بحوالہ: بارہ مہینوں کے فضائل واحکام، ص: ۳۷)

اسی طرح ''الآثار المرفوعۃ'' مؤلفہ مولانا عبدالحی فرنگی میں ہے:

''عام جاہلوں نے اس رات (رجب کی ستائیسویں اور شعبان کی پندرہویں) کو گویا دو عیدیں بنا رکھی ہیں اور شعارِ اسلام سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ یہ صریح بدعت ہے، اس میں چراغ اور روشنی کرنا بالکل خلافِ سنت ہے۔ تعجب ہے کہ لوگ کس طرح بدعتوں سے چمٹے ہوئے ہیں اور سنتوں کے متعلق پرواہ نہیں کرتے''۔ (الآثار المرفوعۃ، ص: ٦٢)

گھروں، بازاروں اور مسجدوں کے علاوہ قبرستان بھی اس شب بقعۂ نور بن جاتے ہیں اور وہاں بڑی چہل پہل رہتی ہے، جبکہ ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے صراحت سے قبروں پر چراغاں کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

ان تمام اقتباسات ونصوص سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ چراغاں اور آتش بازی دونوں خالص غیر اسلامی رسمیں ہیں۔ جنہوں نے مجوسیت کی کوکھ سے جنم لیا اور برصغیر کے ہندوانہ ماحول میں پروان چڑھی ہیں، اور پھلی پھولیں، ان کا خمیر دو اسلام مخالف نظریات سے تیار کیا گیا ہے، اب اگر کوئی مسلمان انہیں اسلام کا جزء اور کارِ ثواب سمجھ کر اپناتا ہے تو وہ کتنی بڑی بھول میں مبتلا ہے۔ اللہ رب العالمین سب کو نیک سمجھ دے۔ آمین۔